نماز کی نیت زبان سے کرنے کا حکم، کیا یہ بدعت ہے؟

دار الافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)
Darul Ifta AhleSunnat

ریفرنس نمبر:HAB-0014 تاریخ:05-01-2023

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس بارے میں کہ زید کا کہنا ہے کہ نماز کی نیت زبان سے کرنا، جائز نہیں ہے، کیونکہ فقہ حنفی کی معتبر کتب میں اس کو بدعت لکھا گیا ہے۔ کیا یہ بات درست ہے؟ برائے کرم تفصیل کے ساتھ جواب عنایت فرمادیں تاکہ دوسرے افراد کو گمراہی سے بچایا جاسکے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الجواب بعون الملک الوھاب اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

نیت دل کے ارادے کو کہتے ہیں، دل میں نیت ہوتے ہوئے زبان سے بھی نیت کے الفاظ بولنا کہ اس سے دل کی نیت پر مدد حاصل ہو اور وہ پختہ ہو جائے جائز بلکہ مستحب ہے، کیونکہ دل میں عموماً خیالات کی بھرمار ہوتی ہے، نیت کو حاضر رکھنا مشکل کام ہوتا ہے، زبان سے نیت کے کلمات کا تلفظ کرنے سے دل کی نیت بھی حاضر رہتی ہے۔

زید کا یہ کہنا غلط ہے کہ زبان سے نماز کی نیت کرنا، جائز نہیں ہے، زید نے مسئلہ صحیح سمجھا نہیں ہے۔ فقہ حنفی کی معتبر کتب میں اس بات کی صراحت ہے کہ زبان سے نیت کرنا مستحسن ہے، اور مشائخ نے اسے پسند کیا ہے، کیونکہ اس سے دل کی نیت کو تقویت حاصل ہوتی ہے، بعض کتب میں اس کو سنت بھی کہا گیا ہے، لیکن اس سے مراد مشائخ کی سنت یعنی ان کا طریقہ کار ہے یا مطلق اچھا طریقہ مراد ہے۔

جہاں تک رہا اس کو بدعت کہنا، تو کتبِ احناف میں اس بات کی صراحت ہے کہ یہ بدعتِ حسنہ ہے، بدعت اس لحاظ سے کہ یہ نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم، صحابۂ کرام علیہم الرضوان، اور تابعین سے ثابت نہیں ہے، اور حسنہ اس

لحاظ سے کہ شریعت مطہرہ کے اصول کے یہ خلاف نہیں، کیونکہ اس سے کسی سنت کا تبدل و تغیر نہیں ہو رہا، بلکہ دل میں جو نیت تھی اس کے لیے یہ معاون کام ہے۔

زبان سے نیت کا تلفظ دل کے ارادے کو پختہ کرتا ہے جس کے سبب یہ مستحسن و مستحب ہے، اس حوالے سے

مبسوط سرخسی، هدایه، الارشاد فی الفقه الحنفی للبابرتی، شرح مجمع البحرین لابن الساعاتی، مختارات النوازل لصاحب الهدایه اور تبیین الحقائق میں ہے، واللفظ للثالث: ”وأما التلفظ بها فليس بشرط ولكن يحسن لاجتماع عزيمته“ ترجمہ: زبان سے نیت کا تلفظ کرنا شرط نہیں، لیکن دل کے ارادے کے پختہ ہو جانے کے سبب مستحسن ہے۔

(المبسوط، ج 1، ص 11، طبع دار المعرفة، الهداية، ج 1، ص 220، تبيين الحقائق، ج 1، ص 262، مطبوعان دار الكتب العلميه، الارشاد في الفقه الحنفي، ص 271، طبع دار السمان، تركي، شرح مجمع البحرين لابن الساعاتي، ج 1، ص 526، مختارات النوازل، ص 91، طبع مكتبة الرشاد، استنبول)

محیط برہانی اور منیۃ المصلی میں ہے، والنظم للمحيط: ”هل يستحب أن يتكلم بلسانه؟ اختلف المشايخ فيه، بعضهم قالوا: لا، لأن الله تعالى مطلع على الضمائر، وبعضهم قالوا: يستحب وهو المختار، وإليه أشار محمد رحمه الله في أول كتاب المناسك“ ترجمہ: کیا زبان سے نیت کرنا مستحب ہے؟ تو اس بارے میں مشائخ کا اختلاف ہے، بعض نے استحباب کی نفی کی ہے، کیونکہ اللہ تعالی باطن کو جانتا ہے، اور بعض مشائخ نے فرمایا کہ یہ مستحب ہے اور یہی مختار قول ہے، اور اسی کی طرف امام محمد رحمہ اللہ تعالی نے کتاب المناسک کی ابتداء میں اشارہ فرمایا ہے۔

(المحيط البرهاني، ج 1، ص 28، طبع ادارة التراث الاسلامي، لبنان، منية المصلي، ص 169، طبع دار القلم، دمشق)

خلاصۃ الفتاوی، فتاوی قاضی خان اور ملتقی الابحر میں ہے: والنظم للخانية: ”أما أصلها أن يقصد بقلبه فإن قصد بقلبه وذكر بلسانه كان أفضل“ نیت کی اصل یہ ہے کہ دل سے ارادہ کیا جائے، اگر کسی نے اپنے دل میں ارادہ کیا اور زبان سے تلفظ بھی کیا، تو یہ افضل ہے۔

(خلاصة الفتاوي، ج 1، ص 79، فتاوي قاضي خان، ج 1، ص 78، ملتقى الابحر مع مجمع الأنهر، ج 1، ص 127، طبعات كوئٹه)

بعض کتب میں زبان سے نیت کے الفاظ کہنے کو سنت کہا گیا ہے، اس کی توضیح شارحین نے یہ کی ہے کہ سنت سے مراد بعض مشائخ کی سنت ہے یا سنت سے مراد اچھا طریقہ کار ہے۔ چنانچہ محیط رضوی، جوهرة النيره، الجواهر من الفقه الحنفی للخوارزمی اور تحفة الملوك میں ہے: والنظم للمحيط: ”وهي إرادة الصلاة، والإرادة عمل

القلب فالنية بالقلب فرض وذكرها باللسان سنة" ترجمہ: نیت نماز کا ارادہ کرنا ہے اور ارادہ دل کا عمل ہے، تو دل سے نیت فرض ہے اور اس کو زبان سے ذکر کرنا سنت ہے۔

(المحيط الرضوي، ج 1، ص 219، مطبوعه دار الكتب العلميه، الجوهرة النيرة، ج 1، ص 48، طبع مصر، الجواهر من فقه الحنفي للخوارزمي، ص 199، طبع دار السمان، تحفة الملوک، ص 82، طبع دار البشائر الاسلاميه، بيروت)

امداد الفتاح میں ہے: "فمن قال إن التلفظ بالنية سنة لم يرد به كونه سنة النبي بل سنة بعض المشائخ اختاروه لاختلاف الزمان وكثرة الشواغل على القلوب فيما بعد زمن الصحابة والتابعين" جس نے یہ کہا ہے کہ نیت کا تلفظ کرنا سنت ہے، تو انہوں نے اس سے نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی سنت مراد نہیں لی، بلکہ بعض مشائخ کی سنت مراد لی ہے، جنہوں نے صحابہ وتابعین کے بعد زمانے کے مختلف ہونے اور دل پر بکثرت مشاغل کے وارد ہونے کی وجہ سے اس کو اختیار کیا ہے۔ **(امداد الفتاح شرح نور الايضاح، ص 237، طبع كوئٹه)**

تنویر الابصار مع الدر المختار میں ہے: "(وقيل سنة) يعني أحبه السلف أو سنه علماؤنا، إذ لم ينقل عن المصطفى ولا الصحابة ولا التابعين" ترجمہ: کہا گیا ہے کہ زبان سے نیت کے الفاظ کہنا سنت ہے، اس کا معنی یہ ہے کہ اس کو اسلاف نے پسند کیا ہے یا یہ ہمارے علماء کی سنت ہے (سنت اصطلاحی اس لیے نہیں) کہ یہ مصطفی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سے منقول نہیں اور نہ ہی صحابہ کرام سے اور نہ ہی تابعین علیہم الرضوان سے۔

علامہ شامی رحمہ اللہ تعالی سنت کی توجیہ کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: "وسنة باعتبار أنه طريقة حسنة لهم لا طريقة للنبي صلى الله عليه وسلم" ترجمہ: اور سنت اس اعتبار سے کہ یہ اسلاف کا اچھا طریقہ ہے، نہ یہ کہ نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے۔ **(رد المحتار مع الدر المختار، ج 2، ص 114، طبع كوئٹه)**

امام ابن ہمام رحمہ اللہ تعالی نے اس تلفظ کو بدعت فرمایا ہے، لیکن ان کے کلام سے واضح ہے کہ اس کو بدعت قرار دینا اس کے نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم، صحابۂ کرام علیہم الرضوان اور تابعین رحمہم اللہ تعالی سے منقول نہ ہونے کے سبب ہے، اور یہ اس کے قبیح ہونے کی دلیل نہیں، بلکہ یہ دل کی نیت کے لیے معاون ہے، اسی لیے ان کے بعد کے ائمہ نے ان کے قول بدعت کو بدعتِ حسنہ پر محمول کیا ہے۔

فتح القدیر کے الفاظ ہیں:"قال بعض الحفاظ: لم يثبت عن رسول الله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم بطريق صحيح ولا ضعيف أنه كان يقول عند الافتتاح أصلي كذا، ولا عن أحد من الصحابة والتابعين، بل المنقول أنه كان صلى الله تعالى عليه وآله وسلم إذا قام إلى الصلاة كبر وهذه بدعة" ترجمہ: بعض حفاظ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے کسی صحیح اور نہ ہی ضعیف سند سے ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ابتدائے نماز میں یوں فرماتے ہوں کہ میں فلاں نماز پڑھتا ہوں، اور نہ یہ صحابہ وتابعین علیہم الرضوان سے ثابت ہے، بلکہ منقول یہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب نماز کا ارادہ فرماتے تو تکبیر کہتے، (یہ تلفظ کرنا بدعت ہے۔ **(فتح القدیر، ج1، ص266، طبع دار الفکر، بیروت)**

در مختار میں ہے:"قيل بدعة" کہا گیا ہے کہ نیت کا تلفظ کرنا بدعت ہے۔

طحطاوی علی الدر المختار میں اس کے تحت ہے:"قائله ابن الهمام ولكنها حسنة" ترجمہ اس کو بدعت کہنے کے قائل امام ابن ہمام ہیں، لیکن یہ بدعت حسنہ ہے۔

(حاشية الطحطاوي على الدر المختار، ج2، ص90، طبع دار الكتب العلميه)

علامہ شامی رحمہ اللہ تعالیٰ در کے قول بدعت کے تحت فرماتے ہیں:"نقله في الفتح، وقال في الحلبة: ولعل الأشبه أنه بدعة حسنة عند قصد جمع العزيمة لأن الإنسان قد يغلب عليه تفرق خاطره، وقد استفاض ظهور العمل به في كثير من الأعصار في عامة الأمصار فلا جرم أنه ذهب في المبسوط والهداية والكافي إلى أنه إن فعله ليجمع عزيمة قلبه فحسن، فيندفع ما قيل إنه يكره" ترجمہ اس کا بدعت ہونا فتح القدیر میں نقل کیا ہے، حلبہ میں فرمایا: زیادہ لائق یہ ہے کہ ارادے کی پختگی کے حصول کے لیے یہ بدعت حسنہ ہے، اس لیے کہ انسان کے دل پر مختلف خیالات کا غلبہ رہتا ہے، پھر اکثر شہروں میں ایک طویل عرصہ سے اس پر عمل معروف ہے، لاجرم مبسوط ہدایہ اور کافی میں یہ مذہب اختیار کیا ہے کہ اگر وہ زبان سے نیت کرتا ہے تاکہ دل کا ارادہ پختہ ہو، تو یہ اچھا ہے، لہذا جو اس کو مکروہ کہا گیا وہ (شبہ) دور ہو گیا۔ **(در مختار مع رد المحتار، ج2، ص113، 114، طبع کوئٹہ)**

غنیۃ ذوی الاحکام میں ہے:"(قوله والتلفظ بها مستحب) يعني طريق حسن أحبه المشائخ لا إنه من السنة، لأنه لم يثبت عن رسول الله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم من طريق صحيح ولا ضعيف ولا عن

أحد من الصحابة والتابعين ولا عن أحد عن الأئمة الأربعة، بل المنقول أنه صلى اللہ تعالى عليه وآله وسلم كان إذا قام إلى الصلاة كبر، فهذه بدعة حسنة عند قصد جمع العزيمة "ترجمہ: زبان سے نیت کا تلفظ کرنا مستحب ہے، یعنی اچھا طریقہ ہے، جسے مشائخ نے پسند کیا ہے، یہ نہیں کہ یہ سنت ہے، کیونکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سند صحیح اور نہ ہی ضعیف سے یہ بات ثابت ہے اور نہ ہی صحابہ، تابعین اور ائمہ اربعہ میں سے کسی سے ثابت ہے، بلکہ منقول یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب نماز کا ارادہ فرماتے، تو تکبیر کہتے، لہذا ارادے کی پختگی کے لیے زبان سے بھی نیت کرنا بدعت حسنہ ہے۔ **(الدرر والغرر، ج1، ص62، طبع دار احیاء الکتب العربیہ، بیروت)**

حضرت علامہ علی قاری رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں: "وهذه بدعة حسنة استحسنها المشائخ للتقوية أو لدفع الوسوسة" یعنی یہ تلفظ بدعت حسنہ ہے، جسے مشائخ نے تقویت کے حصول یا وسوسے کو دور کرنے کے لیے پسند کیا ہے۔ **(فتح باب العنایۃ، ج1، ص214، طبع دار احیاء التراث، بیروت)**

واللہ اعلم عزوجل ورسولہ اعلم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

الجواب صحیح
مفتی محمد قاسم عطاری

کتبـــــــــــــــــــــــہ
ابو حمزہ محمد حسان عطاری
12 جمادی الاخری 1444ھ/05 جنوری 2023ء

نوٹ: دارالافتاء اہلسنت کی جانب سے وائرل ہونے والے کسی بھی فتوے کی تصدیق دارالافتاء اہلسنت کے آفیشل پیج /daruliftaahlesunnat اور ویب سائٹ www.daruliftaahlesunnat.net/ کے ذریعے کی جاسکتی ہے